بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا

بدر

غیر معمولی پرچہ

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ وانتم اذلۃ

چہ گویم باتو گرائی جہاد رقادیان بینی | رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۸۸ | دوا بینی۔ شفا بینی غرض دارالامان بینی

سلسلۃ الجدید جلد ۱ | جمعۃ المبارک | سلسلۃ القدیم جلد ۴

ای جہان منتظر خوش باش کامد دلستان | ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ | آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

دہلی مظفر نگر سے عبدالخالق صاحب اور ایک اور دوست اور شاہ آباد سے خان صاحب انوار حسین خان حضرت کی زیارت کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ رات کو میر ناصر نواب صاحب میر محمد اسماعیل صاحب ڈاکٹر اور صاحبزادہ میان محمود احمد بھی پہنچ گئے۔ چونکہ حضرت کے یہان آنے کے متعلق کچھ ٹھیک پتہ نہ تھا۔ اس واسطے میر صاحب واپس قادیان جاتے تھے۔ مگر راستہ سے خبر پاکر لوٹ آئے۔

تازہ رویا ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء صبح حضرت نے فرمایا کہ آج رات مین نے خواب مین دیکھا ہے۔ کہ تھوڑے سے چنے بھونے ہوئے سفید ہین۔ اور ان کے ساتھ ہی منقہ بھی ہے۔ فرمایا۔ ہمارا تجربہ ہے۔ کہ چنے۔ مُولی۔ بینگن یا پیاز خواب مین دیکھین تو کوئی امر مکروہ پیش آتا ہے۔ لیکن منقہ دل کو قوت دینے والی شے ہے اور اس کا دیکھنا اچھا ہے اس خواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی امر مکروہ چھوٹا یا بڑا درپیش ہے۔ جو منقہ کی آمیزش سے وہ کراہت جاتی رہیگی۔ فرمایا انسان کی زندگی کے ساتھ مکروہات کا سلسلہ ہی لگا ہوا ہے۔ اگر انسان چاہے۔ کہ میری ساری عمر خوشی مین گذرے۔ تو یہ ہو نہین سکتا۔ انّ مع العسر یسراً وانّ مع العسر یسرا۔ یہ زندگی کا چکر ہے۔ جب تنگی آوے۔ تو سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس کے بعد فراخی بھی ضرور آئے گی۔

زیارت قبور صبح حضرت مسیح موعود مردانہ مکان مین تشریف لائے۔ دلی کے سیر کا ذکر درمیان مین آیا۔ فرمایا۔ لہو ولعب کے طور پر پھرنا تو درست نہین البتہ یہان بعض بزرگ اولیاء اللہ کی قبرین ہین۔ ان پر ہم ہی جاوین گے۔ عاجز کو فرمایا۔ کہ ایسے بزرگون کی فہرست بناؤ تاکہ جانے کے متعلق انتظام کیا جائے۔ حاضرین نے یہ نام لکھائے۔ ۱۔ شاہ ولی اللہ صاحب۔ ۲۔ خواجہ نظام الدین صاحب۔ ۳۔ جناب قطب الدین صاحب۔ ۴۔ خواجہ باقی باللہ صاحب۔ ۵۔ خواجہ میر درد صاحب۔ ۶۔ جناب نصیر الدین صاحب چراغ دہلی۔ چنانچہ گاڑیون کا انتظام کیا گیا۔ اور حضرت بمعہ خدام گاڑیون مین سوار ہو کر سب سے اول حضرت خواجہ باقی باللہ کے مزار پر پہنچے راستہ مین حضرت نے زیارت قبور کے متعلق فرمایا۔ قبرستان مین ایک روحانیت ہوتی ہے۔ اور صبح کا وقت زیارت قبور کے لئے ایک سنت ہے۔ یہ ثواب کا کام ہے۔ اور اس سے انسان کو اپنا مقام یاد آجاتا ہے۔ انسان اس دنیا مین مسافر ہے۔ آج زمین پر ہے تو کل زمین کے نیچے ہے۔ حدیث شریف مین آیا ہے۔ کہ جب انسان قبر پر جاوے۔ تو کہے۔ السلام علیکم یا اہل القبور من المومنین والمسلمین۔ وانا انشاء اللہ بکم للاحقون

حضرت باقی باللہ خواجہ باقی باللہ کی مزار پر جب ہم پہنچے تو وہان بہت سی قبرین ایک دوسرے کے قریب قریب اور اکثر زمین کے ساتھ ملی ہوئی تھین۔ مین نے غور سے دیکھا۔ کہ حضرت اقدس نہایت احتیاط سے ان قبرون کے درمیان سے چلتے تھے۔ تاکہ کسی کے اوپر پاؤن نہ پڑے قبر خواجہ صاحب پر پہنچکر آپ نے دونون ہاتھ اٹھا کر دعا کی اور دعا کو لمبا کیا۔ بعد دعا مین نے عرض کی کہ قبر پر کیا دُعا کرنی چاہیئے تو فرمایا کہ صاحب قبر کے واسطے دُعائے مغفرت کرنی چاہیئے اور اپنے واسطے بھی خدا سے دُعا مانگنی چاہیئے۔ انسان ہر وقت خدا کے حضور دعا کرنے کا محتاج ہے۔ قبر کے سرہانے کیطرف ایک نظم خواجہ صاحب مرحوم کے متعلق لکھی ہے۔ بعد دعا آپ نے وہ نظم پڑھی۔ اور عاجز راقم کو حکم دیا۔ کہ اس کو نقل کر لو۔ چنانچہ وہ نظم ذیل مین درج کیجاتی ہے۔

قبلہ ارباب معنی کعبۂ اصحاب دین
مظہر فیض الٰہی صاحب علم الیقین
حامی دین نبی اکمل امام المتقین
مورد فضل گرامی آل ختم المرسلین

کاشف اسرار مطلق آنکہ عین الیقین
محو ذات اقدس و باقدر باقی بالیقین
عروۂ اعظم عروۃ الوثقیٰ ز رب العالمین
قطب ارشاد جہان ہم معنیٔ حق الیقین
کامل عالی طریقہ مہدی راہ متین
بحر عرفان الٰہی مقتدا ء العارفین
کہ توانم گفت مدح آن خلاصہ واصلین
ہست ذات خواجہ باقی رحمت للعالمین
نعمت اللہ باقی بود باقی شد یقین
مرجع انس و ملک از فضل رب العالمین
نور بیچون بر جبینش تافت از حق الیقین
شد زمین ہمتش روشن قلوب المومنین
خواجگی اکنہ شد مرشد آن شاہ دین
لیک بد مشرب اویس ہم بہا اسرار دین
چون کہ بالش وصل دائم بود معنی دل نشین
شاہ وصال غیب او آخر لعمر اربعین
وان ز ہجرت بعد الف اثنا عشر بود سنین
از وفات قطب دوران تکیہ گاہ مسلمین
باد نازل رحمت رضوان رب العالمین
بر محمد خواجہ باقی ز اولیاء مقبلین

فرمایا۔ خواجہ باقی باللہ بڑے مشائخ میں سے تھے شیخ احمد سرہندی کے پیر تھے۔ مجھے خیال آتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کی ایک کرامت تو ہم نے بھی دیکھ لی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ دہلی جیسے شہر کو انہوں نے قائل کیا۔ اور یہ وہ شہر ہے۔ جو ہم کو مردود اور مخذول اور کافر کہتا ہے۔

شناخت فقرائے صادق یہ تو حضرت مسیح موعودؑ نے خواجہ باقی باللہ صاحب و دیگر بزرگان کے متعلق فرمایا اور سچ فرمایا۔ پر میری طبیعت اس وقت ایک اور طرف چلی گئی ہے۔ یعنی خدا تعالےٰ کے اس احسان کی طرف جو اس رحمان پروردگار نے اپنا ایک نبی اور رسول ہمارے درمیان بھیج کر ہم پر کیا۔ اور ہماری پشت کو بھاری بوجھوں کے نیچے دب کر مرنے سے بچایا۔ دنیا میں لاکھوں کتابیں ہر مذہب میں موجود ہیں۔ کس کس کو کوئی پڑھے اور کس طرح ان کے درمیان فیصلہ کرے۔ ہزاروں شخص ولی اور فقیر مشہور ہیں۔ کہاں تک کوئی تحقیقات کرے۔ اور کس حیلہ سے اس بھول بھلیاں کے پیچیدہ راہ سے اپنے آپ کو نکالے۔ یہ دقتیں ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں۔ لیکن یہ وقت تو ایسا ہے۔ کہ گویا گھر گھر ایک نیا مذہب دکھائی دیتا ہے۔ اور اگر ایسے وقت میں کسی شخص کی گردن پر یہ بار ڈالا جائے۔ کہ وہ دنیا کے مذاہب اور طریقوں میں سے اپنے لئے آپ تحقیقات کرکے اور سب کے حالات سے مفصل اطلاع پاکر ایک سچی راہ تلاش کرلے۔ تو میرے خیال میں ایسا شخص اس سے بڑھکر اور کچھ نہیں کرسکتا۔ کہ اپنے آگے ایک ناپیدا کنار لق و دق جنگل پاکر ایک بھاری صدمہ دل پر محسوس کرے۔ اور ایک آہ کھینچ کر جان دیدے۔ اے خدائے کریم و رحیم تیرا فضل ہم عاجز اور ناکارہ بندوں پر بے انتہا ہوا۔ کہ تو نے ہمارے درمیان اپنا ایک برگزیدہ بندہ ارسال فرمایا۔ اور اپنے کلام پاک کے ساتھ اس کی راہنمائی کی۔ وہ تجھ سے ہدایت یافتہ ہوا اور ہمارا ہادی بنا۔ تو نے اس کے ذریعہ سے ہر ایک تاریکی میں ہمارے لئے ایک نور پیدا کیا۔ اور ہر ایک کٹھن اور مشکل سفر کو آسان کردیا۔ دنیا کے واسطے کیسے مشکلات ہیں۔ کہ وہ اچھی کتاب۔ نیک آدمی۔ پاک خیال۔ مقدس راہ کو تلاش نہیں کرسکتے۔ پر ہمارے درمیان تو نے آپ ایک اسوۂ حسنہ رکھدیا۔ بے شک تو ایک اللہ ہے۔ اور تو ہی اللہ ہے سب حمد و ثنا تیرے لئے ہے۔ سب حمد اقنون اور تقدیس کا سرچشمہ تو ہی ہے۔ تو ایک قادر خدا ہے۔ تیرے وعدے سب سچے ہیں۔ ۔ تو سچے وعدوں والا ہے۔ منکر کہاں کدھر ہیں

مرزا غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) بیشک تیرا فرستادہ مسیح و مہدی ہے۔ اور تمام مختلف ادیان کے درمیان حکم ہے۔ اور فیصلہ کرکے افراط تفریط کے درمیان سچی راہ بتلانے والا ہے۔ اس نے مقلدوں کو بیجا محبت سے ہٹایا۔ اور غیر مقلدوں کو خشکی اور بیباکی میں پڑنے سے بچایا۔ عیسائیوں کو وفات مسیح کی خبر دی۔ سکھوں کو مقدس چولے کی طرف توجہ دلائی۔ آریوں کو نیوگ کی گند سے نکلنے کے واسطے جگایا۔ سناتنیوں کو کرشن کی پاک تعلیم اور دوبارہ اوتار بننے کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ وجودیوں کو وحدت شہودی کے عاشقانہ راہ پر لگایا۔ غرض سب کی غلطیاں نکالیں اور وصال الٰہی کے واسطے شاہ راہ بتادی۔ تو اس کی نصرت کر اور اس کے دشمنوں کو ذلیل کر تاکہ تیرے نام کا جلال ظاہر ہو۔ اور ہمیں بھی اپنے صادق کی معیت میں صادق بنادے۔ آمین

دہلی کی زمین سیٹھ صاحب کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہ سرزمین بمبئی سے زیادہ سخت ہے۔ اور اس کے لئے آسمانی سرزنش کا حصہ ہمیشہ رہا ہے۔ صرف انگریزوں کے ساتھ ہی بغاوت نہیں کی۔ بلکہ سلاطین اسلامیہ کے ساتھ بھی شورہ پشتی کرتے رہے ہیں۔ اس جگہ کے اکابر اور مشائخ کے اخلاق کا بھی اس سے پتہ لگ جاتا ہے۔ کہ انہوں نے ایسے شہر میں کس طرح بسر کی۔ یہ بزرگ بہت ہی مسلوب الغضب تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو مٹی کی طرح کردیا تھا۔ مرزا جان جاناں کو ان لوگوں نے قتل کردیا۔ اور بڑے دھوکے سے کیا۔ یعنی ایک آدمی نذر لے کر آیا۔ اور دھوکہ سے طپنچہ مار دیا۔ شاہ ولی اللہ کے لئے بھی دہلی والوں نے ایسے ہی قتل کے ارادے کئے تھے۔ مگر ان کو خدا نے بچا لیا۔ میرے ساتھ جب مباحثہ ہوا تھا۔ تو آٹھ نو ہزار آدمی کا مجمع تھا۔ اور میں نے سنا ہے۔ کہ بعض کے ہاتھ میں چاقو۔ اور بعض کے ہاتھ میں پتھر بھی تھے۔ یہاں تک کہ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اندیشہ ہوا۔ کہ کہیں غدر نہ ہوجاوے۔ اس واسطے اس نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر مجمع سے باہر کیا۔ اور گھر پہنچایا۔ ایسے وقت میں یہ لوگ کوتاہ اندیش۔ پست خیال اور سفلہ ہونا ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے بالمقابل پنجاب میں بڑی سعادت ہے۔ ہزارہا لوگ سلسلہ حقہ میں شامل ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پنجاب کی زمین بہت نرم ہے۔ اور اس میں خدا ترسی ہے۔ طعن و تشنیع کو برداشت کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ بہت سخت ہیں۔ جس سے اندیشہ ایسے عذاب الٰہی کا ہے۔ جو پہلے ہوتا رہا ہے۔ کیونکہ جب کوئی مامور من اللہ اور ولی اللہ آتا ہے۔ اور لوگ اس کے درپے ایذا اور توہین ہوتے ہیں۔ تو عادت اللہ اسی طرح واقع ہے۔ کہ بعد اس کے ایسے شہر اور ملک پر جو سرکشی اور بے ادب ہوتا ہے ضرور تباہی آتی ہے۔ پنجاب میں اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے وہ لوگ خدا کا خوف رکھتے ہیں۔ اور خدا کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ اور اس کثرت سے پنجابیوں کا ہماری طرف رجوع ہو رہا ہے۔ کہ بعض اوقات ان کو ہماری مجالس میں کھڑا ہونے کی جگہ نہیں ملتی۔

فرمایا۔ خواجہ باقی باللہ صاحب کی عمر بہت تھوڑی تھی۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے بھی کم عمر پائی تھی۔ مولوی صاحب مرحوم کی عمر سینتالیس سال کی تھی

خواجہ باقی باللہ کی قبر پر کھڑے ہوکر بعد دعا کے فرمایا۔ کہ ان تمام بزرگوں کی جو دہلی میں مدفون ہیں کرامت ظاہر ہے۔ کہ ایسی سخت سرزمین نے ان کو قبول کیا۔ یہ کرامت اب تک ہم سے ظہور میں نہیں آئی۔

ذلت کا رزق قبر پر بہت سے سائل جمع تھے فرمایا۔ یہ سائلین بہت پیچھے پڑتے ہیں۔ پہلے معلوم نہ تھا۔ ورنہ ان کے واسطے کچھ پیسے ساتھ لے آتے۔ شیخ نظام الدین کی قبر پر سائل اس کثرت سے ہوتے ہیں۔ کہ آپس میں لڑنے لگ جاتے ہیں۔ یہی ان کا رزق ہوگیا ہے۔ جو ذلت کا رزق ہے۔ رزق کی تنگی بعض لوگوں سے بہت برے کام کراتی ہے۔ ایک سائل لودیانہ

یہاں میرے پاس آیا۔ اور ذکر کیا کہ ایک آدمی مرگیا ہے اس کے کفن کے واسطے سامان کرتا ہوں۔ پھر کچھ کسر باقی ہے۔ ایک آدمی نے کہا۔ کہ پہلے دیکھنا چاہئے کہ وہ [illegible] ہے۔ پھر اس کی پوری مدد کرنی چاہئے چنانچہ وہ آدمی ساتھ گیا۔ تو تھوڑی دور جاکر سائل بھاگ گیا۔ کیونکہ وہ سب جھوٹا قصہ بنایا ہوا تھا۔ تنگی رزق پر [illegible]

مساجد دہلی کی جامع مسجد کو دیکھ کر فرمایا کہ مسجدوں کی اصل زینت عمارتوں کے ساتھ نہیں ہے بلکہ ان نمازیوں کے ساتھ ہے۔ جو اخلاص کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں ورنہ یہ سب مساجد ویران پڑی ہوئی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد چھوٹی سی تھی کھجور کی چھڑیوں سے اس کی چھت بنائی گئی تھی اور بارش کے وقت چھت میں سے پانی ٹپکتا تھا۔ مسجد کی رونق نمازیوں کے ساتھ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دنیاداروں نے ایک مسجد بنوائی تھی وہ خدا کے حکم سے گرا دی گئی۔ اس مسجد کا نام مسجد ضرار تھا یعنی ضرر رسان۔ اس مسجد کی زمین خاک کے ساتھ ملا دی گئی تھی۔ مسجدوں کے واسطے حکم ہے کہ تقوے کے واسطے بنائی جائیں۔

ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر آپ نے قلعہ نہیں دیکھا۔ تو دیکھ لیں۔ ع

آثار پیداست صنادید عجم را

اجل میں تاخیر نہیں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کا ذکر تھا۔ فرمایا۔ خدا نے دعا کو قبول کر کے سرطان سے شفا دیدی۔ مگر جب کسی کی اجل آجاتی ہے۔ تو پھر رک نہیں سکتی اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ دعا سے عمر بڑھ جاتی ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اجل کے آجانے سے پیشتر قبل از وقت جو دعا کیجاوے وہ کام آتی ہے۔ ورنہ جان کندن کے وقت کون دعا کر سکتا ہے۔ ایسی سخت بیماری میں مولوی صاحب مرحوم کا ۱۵ دن تک زندہ رہنا بھی استجابت دعا کا ہی نتیجہ تھا۔ یہ تاخیر بڑی تعجب انگیز ہے۔ ہم بہت دعا کرتے تھے۔ کہ آدمی اچھا ہے۔ زندہ ہی رہے۔ تب خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا تؤثرون الحیوة الدنیا۔ یعنی کیا اگلے عالم کے تم قائل نہیں ہو۔ جو اس دنیا کی زندگی کے واسطے اتنا زور دیتے ہو۔

ایک صوفی ۲۴۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ بعد ظہر ایک شخص عبدالحق نام جو اپنے آپ کو صوفی ابوالخیر صاحب کے مرید بتلاتے تھے۔ چند طالب علموں کے ساتھ آئے۔ اور بھی دہلی والے آموجود ہوئے۔ حضرت مسیح نے پوچھا کہ کیا تم سب دہلی کے ہو۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پھر میاں عبدالحق صاحب نے سوال کیا۔ کہ میں تشفی کے واسطے ایک بات پوچھتا ہوں۔ حضرت نے اجازت دی۔

عبدالحق۔ کیا آپ اس مسیح اور مہدی کو یاد دلانے والے ہیں۔ جو کہ آنے والا ہے۔ یا کہ آپ خود مسیح اور مہدی ہیں

حضرت۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کے مطابق اور اس الہام کے مطابق کہتا ہوں جو خدا نے مجھے کہا۔ جو آنے والا تھا۔ وہ میں ہی ہوں جس کے کان ہوں۔ وہ سنے۔ اور جس کی آنکھ ہو۔ وہ دیکھے قرآن شریف میں اللہ تعالے نے فرمایا کہ حضرت عیسی فوت ہوگئے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رؤیت کی گواہی دی۔ دو ہی باتیں ہوتی ہیں۔ قول اور فعل۔ یہاں اللہ تعالے کا قول اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل موجود ہے۔ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ کو دیگر گذشتہ انبیاء کے درمیان دیکھا۔ ان دو شہادتوں کے بعد تم اور کیا چاہتے ہو۔ اس کے بعد خدا تعالے نے صدہا نشانات سے تائید کی۔ جو طالب حق ہو اور خوف خدا رکھتا ہو۔ اس کے سمجھنے کے واسطے کافی سامان جمع ہوگیا ہے۔ ایک شخص پہلی پیش گوئی کے مطابق قال اللہ اور قال الرسول کے مطابق۔ عین ضرورت کے وقت دعوے کرتا ہے یہ وہ وقت ہے کہ عیسائیت اسلام کو کھا رہی ہے خدا تعالے نے اسلام کی حمایت کے واسطے جو بات پیش کی ہے اس سے بڑھ کر کوئی اور بات نہیں ہو سکتی۔ انیس سو سال سے عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ عیسے خدا ہے اور معبود ہے۔ اور چالیس کروڑ عیسائی اس وقت موجود ہے۔ اس پر پھر مسلمانوں کی طرف سے ان کی تائید کی جاتی ہے کہ بے شک عیسے اب تک زندہ ہے۔ نہ کھانے کا محتاج۔ نہ پینے کا محتاج۔ سب نبی مر گئے پر وہ زندہ آسمان پر بیٹھا ہے۔ اب آپ ہی بتلائیں کہ اس سے عیسائیوں پر کیا اثر ہوگا

عبدالحق۔ عیسائیوں پر تو کوئی اثر ہو نہیں سکتا۔ جب تک کہ شمشیر نہ ہو

حضرت۔ یہ بات غلط ہے۔ تلوار کی اب ضرورت نہیں ہے۔ اور نہ تلوار کا اب زمانہ ہے۔ ابتدا میں بھی تلوار ظالموں کے حملہ کے روکنے کے واسطے اٹھائی گئی تھی۔ ورنہ اسلام کے مذہب میں جبر نہیں۔ تلوار کا زخم تو مل جاتا ہے۔ پر حجت کا زخم نہیں ملتا۔ دلائل اور براہین کے ساتھ اس وقت مخالفین کو قائل کرنا چاہیے۔ میں آپ لوگوں کی خیر خواہی کی ایک بات کہتا ہوں۔ ذرا غور سے سنو۔ ہر دو پہلوؤں پر توجہ کرو۔ اگر عیسائیوں کے سامنے اقرار کیا جاوے۔ کہ وہ شخص جس کو تم خدا اور معبود مانتے ہو بے شک وہ اب تک آسمان پر موجود ہے۔ ہمارے نبی تو فوت ہوگئے۔ پر وہ اب تک زندہ ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔ نہ کھانے کا محتاج۔ نہ پینے کا محتاج۔ اگر ہم ایسا کہیں تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اور اگر ہم عیسائیوں کے سامنے یہ ثابت کریں کہ جس شخص کو تم اپنا معبود اور خدا مانتے ہو۔ وہ مرگیا مثل دوسرے انبیاء کے فوت ہو کر زمین میں دفن ہے۔ اور اس کی قبر موجود ہے۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا۔ بحثوں کو جانے دو۔ اور میری مخالفت کے خیال کو چھوڑ دو۔ میں پرواہ نہیں کرتا۔ کہ مجھے کوئی کافر کہے۔ دجال کہے۔ یا کچھ اور کہے۔ تم یہ کہو۔ کہ ان ہر دو باتوں میں سے کون سی بات ہے جس سے عیسوی مذہب بیخ و بنیاد سے اکھڑ جاتا ہے۔ اس تقریر کا میاں عبدالحق صاحب پر بہت اثر ہوا۔ چنانچہ فوراً کھڑا ہو کر حضرت اقدس کے ہاتھ چومے۔ اور کہا۔ میں سمجھ گیا۔ آپ اپنا کام کرتے جائیں۔ میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دے۔ انشاء اللہ تعالے ضرور آپ کی ترقی ہوگی۔ یہ بات صحیح ہے۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ تعالے)

انصار بدر

توجہ فرماویں۔ آپ صاحبان کی بہت امداد کی ضرورت ہے، اگر ہر ایک خریدار زیادہ نہیں۔ صرف ایک ایک خریدار اور پیدا کرے۔ تو اخبار کی تعداد چودہ سو تک پہنچ سکتی ہے۔ صرف خرچ بہت زیادہ اور آمد بہت کم۔ صاحب پروپرائیٹر کے سر پر بہت بوجھ ہے اور اس بوجھ کے علاوہ اور بوجھ بھی ان پر ہیں۔ وقت ضرورت فنڈ نہ ہونے سے جو تکلیف منیجر کو ہو سکتی ہے اس کا قیاس آپ صاحبان کر سکتے ہیں۔ اگر اس وقت فنڈ کافی ہوتا۔ اور پورا سامان مہیا ہو سکتا۔ تو سفر دہلی کے متعلق روزانہ اخبار نکل سکتا تھا۔ مگر کیا کیا جائے۔ بہرحال اللہ تعالے کے فضل پر بڑی بڑی امیدیں ہیں۔ آپ صاحبان خریدار بہم پہنچا کر اعانت فرماویں۔ اور اگر خریدار پیشگی قیمت عطا فرماویں۔ تو اس سے کارخانے کو بہت امداد مل سکتی ہے۔

محمد صادق [illegible]

[illegible] منیجر [illegible] دہلی

۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء ۔ رؤیا ۔ دیکھا کہ بیڑا سخت تزلزلہ [illegible] ہے۔ فرمایا ۔ اگلے دن جو خواب میں چنے دیکھے تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میر ناصر نواب صاحب کی بیماری کی طرف اشارہ تھا۔

(میر صاحب دو روز سے درد شکم سے بہت تکلیف میں ہیں۔ اب بہ نسبت سابق آرام ہے۔ خدا تعالےٰ شفا دے)

لودیانہ میں قیام ۲۶۔ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو مولوی [illegible] صاحب جماعت لدھیانہ کی طرف سے حضرت کی خدمت میں ایک عریضہ لے کر آئے کہ حضور واپسی پر ایک دو دن کے واسطے لدھیانہ ٹھہریں۔ حضور نے ... یہ درخواست قبول فرمائی ۔ دہلی میں غالباً ایک ہفتہ اور قیام رہے گا ۔ انشاء اللہ تعالےٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسئلہ (حامداً و مصلیاً) فدک

اما بعد چونکہ سائل نے رسالہ موسومہ اصلاح ۱۲ صفحہ ۵ میں ایک مقدمہ فیصل شدہ فدک کو جو بعد خلافت راشدہ بخوبی فیصل ہو چکا ہے ۔ بعد مدت تخمیناً ۱۳۰۰ سال کے بعد خلافت خاتم الخلفاء مہدی معہود و مسیح موعود از سر نو چھیڑا ہے ۔ اور پھر قرآن مجید سے طالب جواب ہو کر فیصلہ چاہا ہے ۔ لہٰذا حسب درخواست سائل کے ہم اس وقت احادیث کی تحقیق و تنقیح کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ۔ صرف قرآن مجید کی چند آیات بحکم والخیر کلہ فی القرآن چند سطور ذیل میں پیش کرتے ہیں ۔ سائل پر واجب ہے ۔ کہ اگر ہمارے جواب کا نقض کرنا چاہے تو نصوص قرآنی سے ہی کرے ۔ علاوہ ازیں مگر سائل پر واجب ہے ۔ کہ شقوق ذیل میں سے فدک کی نسبت کوئی شق متعین کرلے ۔ اگر وہ شق ہمارے مسلمہ ہے ۔ تو فبہا ورنہ ثبوت کامل اور صحیح اپنی شق مسلمہ کا پیش کرے ۔ اور وہ شقوق یہ ہیں ۔ فدک خواہ کوئی باغ ہو یا گاؤں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت میں کس طریق سے آیا تھا ۔ آیا زر خرید تھا ۔ یا کسی نے آپ کو ہبہ کیا تھا ۔ یا بذریعہ وراثت آپ کا مملوکہ ہو گیا تھا ۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی حیات میں اپنی ملکیت مقرر فرما لیا تھا ۔ یہ سب شقوق ہمارے نزدیک باطل ہیں ۔ اگر سائل کے نزدیک انہیں سے کوئی شق صحیح ہو تو اثبات اس کا سائل پر واجب اور ضروری ہے بعد اس کے مطالب جواب ہو سکتا ہے ۔ ثبت العرش ثم النقش ۔ اور اگر یہ فدک اموال غنیمت میں سے تھا جو فریقین صحیح اور ثابت ہے ۔ تو وہ خزانہ شاہی داخل ہوا ۔ جس کو باصطلاح شرع بیت المال کہتے ہیں پر وہ مال متروکہ مملوکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کب ہوا ۔ اور آیات یوصیکم اللہ فی اولادکم ۔۔ الآیات کے تحت میں کب داخل ہوا ۔ اموال غنیمت کے واسطے نص قرآنی موجود ہے ۔ واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللہ الیٰ قولہ واللہ علیٰ کل شیء قدیر ۔ پارہ دس رکوع پہلا

اور اگر یہ فدک مال فی میں سے تھا ۔ تو اس کی نسبت نص قرآنی بھی موجود ہے ۔ وما افاء اللہ علیٰ رسولہ من اہل القریٰ فللہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین وابن السبیل کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم ۔ ان آیات کے آخیر میں مال فی کا مال متروکہ مملوکہ نہ ہونا کس قدر تاکید سے ارشاد فرمایا گیا ہے ۔

اور خزانہ شاہی یعنی بیت المال میں داخل ہونا اللہ تعالےٰ نے مقرر فرما کر اس کے مصارف کو خود بیان فرما دیا ۔ اور جواب حضرت صدیق اکبر کی جانب سے اگر دعویٰ وراثت حضرت فاطمہ علیہا السلام کی طرف سے واقع ہوا ہو ۔ اللہ تعالےٰ نے خود قرآن مجید میں داخل فرما دیا ۔ تاکہ قیامت تک یہ جواب قرآن مجید میں قائم رہے ۔ اور اسی لئے روایات میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کی نسبت وارد ہے ۔ فوجدت فاطمۃ ولم تتکلم حتی ماتت ۔ یعنی حضرت فاطمہ علیہا السلام اس اپنی درخواست سے جو خطائے اجتہادی کی وجہ سے واقع ہوئی تنگدل ہوئیں ۔ اور تا وقت وفات اپنی کے اس بارہ میں کلام نہیں کیا ۔ اور کیونکر پھر اس بارہ میں کلام کرتیں ۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔ باقی الفاظ سائل کے جو خلاف تہذیب یعنے فدک کا فرق کرنا یا مجادلہ وغیرہ ہیں ۔ وہی الفاظ حضرت باب علم المدینہ کی طرف منسوب ہو سکتے ہیں ۔ کیونکہ انہوں نے بھی کسی طرح کی تبدیل و تغیر اپنی عہد خلافت میں نہیں فرمایا ۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا ۔ اور اگر من بعد اس خلافت نبوت کے کسی نے اس شاہی خزانے یا بیت المال میں تبدیل یا تغیر کی ہو تو وہ ہم پر حجت شرعی نہیں ہے ۔

سوال دوم کا جواب اسی قدر کافی ہے ۔ کہ اگر تسلیم کیا جاوے ۔ کہ جملہ اہجر استفہموہ کے قائل حضرت عمر ہی ہیں ۔ اور دیگر اہل بیت مثل حضرت علی رضؓ وغیرہ کے نہیں ہیں ۔ جیسا کہ بعض روایات صحیح بخاری وغیرہ میں موجود ہے ۔ تو جب دیگر صحابہ اور حضرت عمر چلے گئے ۔ تو پھر حضرت علی رضؓ اور ابن عباس علیہما السلام وغیرہ نے دوات قلم مطلوبہ کیوں نہیں حاضر کر دیا ۔ پس جو سوالات سائل نے حضرت عمر پر کئے ہیں حضرت علی رضؓ اور ابن عباس اور دیگر اہل بیت پر بھی وارد ہوتے ہیں ۔ فما ہو جوابکم فہو جوابنا ۔ اور جملہ اہجر استفہموہ سے مراد یہ ہے ۔ کہ یہ کلام حضرت اقدس کا غلبہ مرض کے سبب سے صادر ہوا ہے ۔ اچھی طرح سے دریافت کر لو ۔ کیونکہ حضرت اقدس کی عادت لکھنے کی نہیں تھی ۔ کما قال اللہ تعالیٰ [illegible]

.. اور ہجر کے معنی قاموس وغیرہ میں غلبہ مرض سے خلط کلام اور کوئی کلام خلاف کہنے کے ہیں اور یہ شان نبوت کے خلاف نہیں ہے ۔ کیونکہ بسبب غلبہ مرض کے اضطراری ہے ۔ نہ اختیاری ۔ اور بعد اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو وصیتیں فرمائیں ۔ اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد ۔ تو ان وصیتوں کے وقت اگر آپ لکھ سکتے تھے ۔ تو دوات قلم طلب کیوں نہیں فرمایا ۔ ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ خود حضرت ہی کو صحابہ کرام سے حسبنا کتاب اللہ کا اقرار لینا منظور تھا ۔ جب یہ اقرار آپ نے صحابہ کرام سے سن لیا ۔ تو پھر آپ نے دوات قلم طلب نہ فرمایا ۔ کیا اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر نہیں تھا ۔ کہ آنحضرت صلعم کو کامل افاقہ دیکر اس مسئلہ ضروریہ کی نوشت خواند کرا لیتا اور خود اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں بھی اسی اقرار کے لینے کی تاکید بایں الفاظ ارشاد فرماتا ہے ۔ قال اللہ تعالےٰ اولم یکفہم انا انزلنا علیک الکتاب یتلیٰ علیہم ان فی ذٰلک لرحمۃ وذکریٰ لقوم یومنون ۔ افسوس ہے ۔ سائل پر کہ حضرت عمر کے مطعون قرار دینے کے لئے اہل بیت حضرت کو بھی مطعون قرار دیتا ہے ۔ اور اللہ تعالےٰ پر بھی حرف گیری کرتا ہے ۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر عدم تعمیل حکم الٰہی کا اعتراض وارد کر کے معذول عن الرسالۃ کرنا چاہتا ہے ۔ کما قال اللہ تعالےٰ ۔ بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

اطلاع ۔ آج مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء کو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم آنے پر جناب الی المکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب دہلی تشریف لے گئے ہیں ۔ کیونکہ جناب میر ناصر نواب صاحب کی طبیعت علیل تھی ۔ احباب میر صاحب موصوف کی صحت کے لئے دعا فرماویں اور خداوند کریم حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معہ تمام خدام کے خیریت سے دار الامان والایمان میں جلد واپس لائے آمین ۔ محمد یرید

اطلاع تازہ خط آمدہ از دہلی سے پتہ لگا ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی شخص نے بذریعہ تار دریافت کیا کہ آپ کب واپس تشریف لیجائیں گے ۔ آپ نے جواب دیا کہ ایک ہفتہ اور یہاں ٹھہریں گے +